© rasailojaraid.com

عمومی اصلاح وتربیت کے لیے مسلسل جدوجہد کی ضرورت ہے

مولانا مفتی محمد عاشق الٰہی بلندشہریؒ

قرن اول اور قرن دوم کے مسلمانوں میں تعلیم وتعلم اور اعلائے حق کے لیے وطن چھوڑنے کا رواج تھا اور وہ زمین کے دور دراز گوشوں میں پہنچ کر ان امور کو انجام دیتے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی جو خدمت ان کے سپرد کی گئی تھی دیگر فرائض کی طرح وہ اس کو بھی اپنی زندگی کا اہم ترین جز بنائے ہوئے تھے، ان حضرات کی کوششوں سے دین پھلا پھولا اور تمام اطراف عالم دین کی آواز پہنچتی رہی جس کے نتیجے میں دین حق پر مرمٹنے والے بڑھتے رہے۔ وہ حضرات اہل باطل کو آواز حق پہنچاتے تھے اور دین حق کے دائرہ میں اہل باطل کو شامل کر لیتے تھے مگر اس دور میں جب کہ موجودہ مسلمان باستثنائے چند افراد کے اسلام سے بہت ہی زیادہ دور ہیں بلکہ اسلامی اعمال تو کجا اسلامی عقائد سے بھی بے خبر ہیں دین دار کہلانے والے حضرات اپنی جگہ بیٹھے ہوئے خوش ہیں اور اس کا وسوسہ بھی ان کے دل میں نہیں گزرتا کہ جو مسلمان دین سے دور ہیں اور کلمہ طیبہ تک سے ناآشنا ہیں ان کو راہ حق کی طرف متوجہ کرنے کے لیے کچھ وقت نکالیں، ان پڑھ اور پڑھے لکھے، گریجویٹ اور بے علم، پروفیسر اور ماسٹر، محرر اور مختار کار، حاکم اور وکیل، مدرس اور طالب علم، کاشت کار اور تاجر، کسان اور مزدور، دھوبی اور گھوسی غرض کہ اسلام سے تعلق رکھنے والے ہر طبقہ، ہر قوم اور ہر گروہ کے تمام افراد الا ماشاء اللہ اسلامی کلچر، اسلامی تہذیب، اسلامی اخلاق، اسلامی عبادت، اسلامی معاشرت، اسلامی عقائد سے غافل اور بے خبر ہیں اور دین دار مسلمان آرام سے گھروں میں چین کی زندگی بسر کر رہے ہیں۔ بلکہ جو دین دار کہلاتے ہیں ان کی دین داری کا بھی یہ عالم ہے کہ سفر میں نماز غائب کر دیں، تو دین دار ہیں، مرض میں نماز چھوڑ دیں تو صوفی جی ہیں، جوانی میں جو نمازیں غارت کی ہیں ان کی ادائیگی کی بالکل فکر نہیں مگر حضرت صاحب اور حاجی صاحب ہیں، ہزاروں دین داروں پر حج فرض ہے مگر ان کی دین داری ان کو حج کے لیے نہیں لے جاتی اور لاکھوں دین داروں پر زکوٰۃ فرض ہے مگر اس کی ادائیگی کا ان کے یہاں کچھ اہتمام نہیں، غیبت کر لیں تو دین دار ہیں، خلاف شرع تجارت وزراعت کر لیں تو ان کے دین میں کچھ فرق نہیں آتا، مقدمہ بازی سے کسی کا ناحق مال لے اُڑیں تو بھی ان کا دین قائم رہتا ہے۔ اس دور میں ایسے مسلمانوں کی تعداد بہت زیادہ ہے جو صرف قومی اور نسلی مسلمان ہیں اور ایمان واسلام کی بنیادی حقیقتوں سے قطعاً بے خبر ہیں، یہی وجہ ہے کہ فسادات کے موقعہ پر دنیاوی زندگی کے لالچ میں بہت سے مسلمان ایمان کھو بیٹھے اور قتل وغارت کے ڈر سے ایمان کے سرمایہ کو مال ودولت پر قربان کرنے سے ذرا بھی نہ جھجکے، قتل ہو جانے کے تخیل سے نہیں بلکہ صرف اس وہم سے کہ غیر مسلم ہمیں اچھی نظر سے نہ دیکھیں گے بہت سے مسلمانوں نے صورتیں بدل لیں اور اسلامی احکام کو بالکل مدنظر نہ رکھا اس حالت میں اگر مسلمانوں کی اصلاح کی زبردست جدوجہد نہ کی گئی اور دین سے ان کا تعلق نہ بڑھایا گیا اور حقیقی اسلام سے ان کو آشنا کرنے کے لیے غیر معمولی سعی نہ کی گئی تو آئندہ کسی دور میں یہ بعید نہیں کہ دنیوی مصلحت اور منفعت کے لیے اسلام کو کلی طور پر چھوڑ بیٹھیں۔ مسلمانوں کو دین الٰہی کی طرف متوجہ کرنے اور یوم آخرت یاد دلانے کے لیے غیر

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

معمولی جدو جہد اور انتھک کوشش کی ضرورت ہے جو چند افراد کے کھڑے ہونے سے پوری نہیں ہوسکتی، کروڑوں انسانوں کی غفلت اور خدا فراموشی دور کرنے کے لیے لاکھوں مصلحین اور مبلغین کی جدو جہد ہی بارآور ہوسکتی ہے۔ سینکڑوں اور ہزاروں کی کوشش سے پوری امت کا سنورنا دشوار تر بلکہ عادۃً ناممکن ہے لیکن لاکھوں اور ہزاروں تو درکنار پیہم جدو جہد کرنے والے بااخلاص مبلغ چند سو بھی نہیں ہیں لہٰذا ہم تمام اہل اسلام سے گزارش کرتے ہیں کہ وہ اس فریضہ کی طرف توجہ کریں۔ بہت سے حضرات کا خیال ہے کہ مذہبی رسالوں اور اصلاحی کتابوں کے ذریعہ کافی تبلیغ ہورہی ہے نیز واعظ اور مقرر حضرات اصلاحی مجالس اور تبلیغی محافل میں عامۃ المسلمین کو اسلامی احکام پہنچاتے رہتے ہیں جس سے صلاح وفلاح کی امیدیں وابستہ ہیں، اس سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ فی الجملہ مجالس وعظ اور اصلاحی لٹریچر مفید ہے، البتہ ہم یہ گزارش ضرور کریں گے کہ تمام افراد مواعظ وکتب سے ہرگز مستفید نہیں ہوسکتے کیوں کہ دین سے بے تعلقی اور خدا فراموشی اس قدر بڑھ گئی ہے کہ کروڑوں افراد دینی مجلسوں میں کبھی آتے ہی نہیں اور معدودے چند جو اتفاق سے کبھی شریک ہوجاتے ہیں وہ سابق بددینی کی پختگی کے سبب شاہراہِ عمل پر نہیں پڑتے نیز کتابوں اور رسالوں سے بھی خدا فراموشی اور آخرت سے بے پروائی ہرگز دور نہیں ہوسکتی کیوں کہ تمام مسلمان اول تو پڑھے لکھے نہیں ہیں دوسرے یہ کہ جو پڑھے لکھے ہیں وہ مخرب اخلاق اور حیا سوز ناولوں اور افسانوں کے مطالعہ کو چھوڑ کر دینی کتب کی طرف متوجہ نہیں ہوتے اور اگر کبھی دیکھ لیتے ہیں تو دینیات سے اثر نہیں لیتے۔ چوں کہ ہر شخص کی زندگی پر اُس کا ماحول ہی سب سے زیادہ اثر انداز ہوتا ہے اور فطری طور پر انسان اپنے ماحول ہی سے اثر قبول کرتا ہے۔ اس لیے تمام مسلمانوں کا ماحول دینی ماحول بنادینا ازبس ضروری ہے، ہمارے گھروں اسکولوں، کالجوں، دفتروں، اداروں بازاروں، منڈیوں، کارخانوں اور فیکٹریوں کا ماحول سراسر بددینی اور خدا فراموشی کا ہے اور چوں کہ یہ ماحول دائمی اور مسلسل رہتا ہے اس لیے اس کے اثرات صرف گاہے گاہے وعظ سننے اور اصلاحی لٹریچر دیکھنے سے کبھی دور نہیں ہوسکتے۔ دینی ماحول بنانے کے لیے مندرجہ ذیل امور کا اہتمام ضروری ہے: ❶ دینی زندگی کی ضرورت اور اہمیت کا بار بار تذکرہ ہو اور بددینی کے دنیا وآخرت کو تباہ کردینے والے نتائج کثرت سے سامنے لائے جائیں۔ ❷ دین کی اُن باتوں کی تعلیم اور یاد دہانی کا خصوصی اہتمام ہو جن سے دینی تعلق بڑھے اور ایمان کی قدر وقیمت کا پتہ چلے۔ ❸ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے جاں نثار صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے واقعات مثلاً اُن کا دین کی خاطر سختیاں برداشت کرنا اور جانی ومالی قربانیاں دینا۔ حضرت رسول صلی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریق زندگی کے اتباع پر مرمٹنا۔ آپ کی سنتوں کے زندہ کرنے کو جان سے زیادہ عزیز سمجھنا علم دین حاصل کرنے اور دین متین کو زمین کے چپہ چپہ پر پھیلا دینے کے لیے گھروں کو چھوڑنا۔ سفر کی صعوبتوں اور فاقہ کشی وبے آرامی کو نعمائے آخرت کے حصول کی امیدوں پر بہ رضا ورغبت برداشت کرنا۔ یہ واقعات بار بار دہرائے جائیں۔ ❹ اسلامی معاشرت اور اسلامی اخلاق برتنے اور دینی احکام پر عمل درآمد کرنے کا خاص اہتمام ہو، اچھی سے اچھی خشوع والی نماز اور ذکر وفکر، دعا واستغفار، اخوت ومحبت کی فضا ہو، چھوٹوں پر شفقت اور ہر بڑے کی عظمت ہو اور یہ سب کچھ محض رضائے الٰہی کے واسطے کیا جائے۔ ❺ ان سب امور کو انجام دیتے ہوئے دوسروں کو بھی ان کی دعوت دینا اور اسلامی زندگی کے لیے جدو جہد کرنا ہر شخص اپنا نصب العین بنالے۔ جس ماحول میں یہ خصوصیات پیدا کرلی جائیں گی اس میں اگر اجنبی سے اجنبی انسان بھی دو چار روز گزارے گا۔ اس میں روحانی اُمنگیں چمک کھڑی ہوں گی اور دینی جذبات پیدا ہوجائیں گے جو برسہابرس کے مطالعہ کتب اور عمل سے عاری تقاریر سے نہ پیدا ہوسکے ہوں گے۔ اور میں ان تمام خصوصیات پر مشتمل ماحول حضرت مولانا محمد الیاس صاحب کاندھلویؒ کی جماعت میں پاتا ہوں جسے عام طور سے تبلیغی جماعت کے نام سے یاد کیا جاتا ہے اور بالعموم ہر طبقہ کے خواص وعوام مسلمین کو دیانت داری کے ساتھ اس طریق کی طرف متوجہ ہونے کا مشورہ دیتا ہوں۔ بالخصوص ان حضرات کو جو اپنی کسی کمزوری کے باعث دوسرے مشائخ طریقت سے فیض یاب ہونے سے عاجز اور محروم ہوں۔ ☆......☆

© rasailojaraid.com